عالمی اسلامی کانفرنس

عراق میں نوروز

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی

بغداد کی "موتمر علماء المسلمین" کی روئداد کی اشاعت میں اندازے سے زیادہ تاخیر ہوگئی، ہوا یہ کہ مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مسلسل دو ماہ سے "نقرس" کی تکلیف میں مبتلا ہیں، اسی حالت میں بعض طویل سفر بھی ہوئے اور ارادے کے باوجود روئداد قلم بند نہ ہوسکی۔ افسوس ہے مفتی صاحب کی علالت کی وجہ سے اب بھی اس اہم اور دلچسپ سفر کی مختصر ہی کیفیت شائع کی جارہی ہے، پھر بھی اس کو پڑھ کر قارئین کی معلومات میں اضافہ ہوگا ——————— ملا ہے۔

بغداد کی عالمی اسلامی کانفرنس "موتمر علماء المسلمین" میں شرکت کے لئے ۱۰ رفروری کی صبح کو دہلی سے عراق ایرویز سے روانگی ہوئی، راستے میں ۴۵ منٹ کے لیے بحرین ٹھہرا اور اس طرح پانچ گھنٹے سے کم میں یہ سفر طے ہوگیا، مہمانوں کے خیر مقدم کے لیے ہوائی اڈے پر معقول انتظام تھا، اسی وقت الیونا کا وفد بھی پہونچا تھا اور کچھ دوسرے اصحاب بھی، عرب ممالک کے بہت سے وفود پہلے ہی پہونچ

چکے تھے، "شارع سعدون" بغداد کی اہم اور مشہور سڑک ہے۔ مندوبین کی بڑی تعداد کے قیام کا انتظام اسی سڑک کے اول درجے کے ہوٹلوں میں تھا، ابو ذہبی، یمن، بنگلہ دیش اور ہندستانی مندوبین "ہوٹل خیام" میں ٹھہرائے گئے، اسی روز شب میں دیوان رئاستہ الاوقاف کے صدر شیخ نافع قاسم قیام گاہ پر تشریف لائے اور بڑے ہی خلوص اور تپاک سے معانقہ کیا۔ دیر تک گفتگو کرتے رہے، گزشتہ اگست میں دورۂ سمرقند و ماسکو کے موقع پر موصوف سے ماسکو میں ملاقات ہوئی تھی اور اسی وقت معلوم ہوگیا تھا کہ ہندوستان سے جن علماء کو بلایا گیا ہے ان میں میرا نام بھی شامل ہے بلکہ شیخ قاسم صاحب نے اصرار کے ساتھ فرمایا تھا کہ تمھیں "بغداد کانفرنس" میں ضرور آنا ہے، ضابطے کا دعوت نامہ جلد پہونچے گا، اس طرح گویا حقیقی دعوت نامہ ماسکو ہی میں مل گیا تھا لیکن یہ اگست کی بات تھی اور اب اتنا زیادہ ہوگیا تھا کہ اجلاس کے التوا کا خیال ہونے لگا تھا۔ برادر عزیز مولانا سعید احمد صاحب نے متعدد مرتبہ دریافت بھی کیا کہ "بغداد کانفرنس" کے دعوت نامے کا کیا ہوا، میں نے کہا شاید اجتماع ملتوی ہوگیا ہے، بہرحال اواخر جنوری میں عراق کے سفارت خانہ کی معرفت دعوت نامہ پہونچ گیا اور حکومت ہند کی وزارت خارجہ کے دفتر سے بھی ضابطے کی اطلاع آگئی، عمر کے تقاضے اور اضمحلال کی وجہ سے اب کسی طویل اور اہم سفر کی ہمت نہیں ہوتی، امام بخاری کے بارہ سو سالہ جشنِ ولادت کی تقریب میں مولانا سعید احمد صاحب رفیقِ سفر تھے اس لیے وہ طویل سفر سبک ہوگیا تھا، مولانا کی رفاقت میں یوں بھی بے فکری رہتی ہے کہ مقالات، مذاکرات اور مجالس کی ذمہ داریوں کو قابلیت سے انجام دیتے ہیں، عربی بھی زناٹے سے بولتے ہیں اور انٹرویو بھی خوب دیتے ہیں، خیال تھا اس سفر میں محترم مولانا علی میاں صاحب کی رفاقت کا شرف حاصل رہے گا اور بہت سے کام مولانا کی برکت سے انجام پائیں گے مگر موصوف بہت پہلے سے مدینہ یونیورسٹی کی مجلس انتظامیہ میں شرکت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے اور پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی خدمت میں رہ گئے تھے، کوشش بھی کی گئی کہ مولانا مدینہ شریف سے براہ راست بغداد پہونچ جائیں لیکن ان کو کانفرنس کا

دعوت نامہ وہاں غالباً ۱۳ر فروری کی شام کو ملا اور اسی تاریخ سے کانفرنس شروع ہو رہی تھی اس لئے ارادے کے باوجود مولانا تشریف نہ لا سکے، میرا خیال ہے کہ موصوف اس اہم تاریخی اجتماع میں شریک ہو جاتے تو ان کی تشریف آوری سے نہ صرف یہ کہ ہندوستانی وفد کے وقار میں اضافہ ہوتا بلکہ ان کی وہ آزردگی، کبیدگی اور گھٹن بھی بڑی حد تک دور ہو جاتی جو ۱۹۳۳ء کے سفر عراق کے وقت پیش آئی تھی، یہی وجہ ہے کہ آزادانہ سیر و تفریح کے ہر مرحلہ میں مولانا خاص طور پر یاد آتے رہے، اجتماع کی تاریخیں پہلے ۱۰ر سے ۲۲ر فروری تک رکھی گئی تھیں، دوسری اطلاع میں یہ تاریخیں ۱۳ر سے ۱۸ر فروری تک کر دی گئیں۔

۱۰ر فروری کی شام سے ۱۳ر فروری تک کا وقت فارغ تھا، خیال ہوا کہ اس فرصت سے فائدہ اٹھایا جائے، کانفرنس کے دوران بندھے ہوئے پروگرام کے علاوہ کہیں آنا جانا دشوار ہوگا چنانچہ شدید سردی کے باوجود اپنے مقامی رفیق کے ساتھ سب سے پہلے "جامعہ مستنصریہ" کی ہلکی اور اجمالی سیر کی، رات ہو گئی تھی اور وقت بھی کم تھا اس لئے اس عظیم الشان یونیورسٹی کی جو عراق کی جدید ترین لاجواب یونیورسٹی ہے، تفصیلی سیر نہ ہو سکی، یونیورسٹی کی ہر چیز لائق دید ہے، ہزارہا طلبہ اور طالبات اس میں تعلیم پاتے ہیں، ہم نے مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے یونیورسٹی کی لائبریری کے ایک حصے میں جماعت سے پڑھی اور لائبریری کے ذمہ داروں سے دیر تک باتیں کرتے رہے، جامعہ کے سالانہ میگزین کا آٹھ سو صفحات سے زیادہ کا ایک ضخیم نمبر بھی ہمیں تحفتاً دیا گیا، اس کو پڑھ کر "جامعہ" کی خصوصیتوں اور سرگرمیوں کی ضروری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے، کڑاکے کی سردی میں یونیورسٹی سے واپس ہوئے تو قدرتی طور پر تھکن محسوس ہوئی اور جلد آرام کرنے کو جی چاہا، عشاء کی نماز کے بعد جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے، مؤتمر کی روح اور رئاستہ دیوان الاوقاف کے صدر اعلیٰ جناب نافع قاسم صاحب تشریف لے آئے، قاسم صاحب نہایت قابل، ذہین اور اعلیٰ درجے کے منتظم ہیں اور حکومت کے تمام ہی شعبوں میں ان کا غیر معمولی رسوخ ہے، رئیس مملکت کے معتمد خاص اور دست راس ہیں، ان سے باتیں کرکے تھکن میں تخفیف ہو گئی، نیند بھی

خوب آئی ۔

بغداد صدیوں تک اسلامی تہذیب وثقافت اور ادب وسیاست کے دل کی دھڑکن رہا ہے، اس نے ایک زمانے میں دنیا کے بڑے حصے پر حکم رانی کی ہے، دوسرے مورخین کی زبردست کاوشوں کے علاوہ علامہ خطیب بغدادی نے متمدن دنیا کے اس لاجواب شہر کی تاریخ ۱۴ جلدوں میں لکھی ہے، خطیب کا سنہ وفات ۴۶۳ھ ہے اس لیے ان کی کتاب میں اسی سنہ تک کے واقعات آئے ہیں، بعد کے واقعات تاریخ وثقافت کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔ خطیب کی تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس سرزمین نے علوم وفنون کے کیسے کیسے امام پیدا کیے اور علم وفن کے ان محققوں اور ماہروں نے کس ولولہ وشوق سے اس دارالسلام اور عروس البلاد کا رخ کیا اور پھر یہیں آباد ہوگئے، اس لیے یہ کہنا مبالغہ سے پاک ہوگا کہ دانشوروں، مذہبی رہناؤں، ادیبوں، شاعروں اور اربابِ صدق وصفا کا اجتماع اتنی بڑی تعداد میں کسی بھی دوسرے اسلامی شہر میں نہیں ہوا۔

جہاں تک میرا تعلق ہے بغداد کے بازاروں اور سڑکوں پر قدم رکھنے کے ساتھ ہی عباسی دور کے ادیبوں اور شاعروں کے ادبی اور شاعرانہ کمالات کا نقشہ آنکھوں میں گھوم گیا، ابونواس تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ ساتھ ہی ساتھ چل رہا ہے، معلوم نہیں کیوں مجھے اس موقع پر الاغانی اور الف لیلا وغیرہ کے بجائے "نفحۃ الیمن" کی حکایتیں زیادہ یاد آئیں، شارع ابی نواس سے جب بھی گزر ہوتا دجلہ کی موجوں کو دیکھ کر عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے دربار کے سب سے بڑے بزلہ سنج شاعر ابونواس کی تصویر سامنے آجاتی، رقاشی، مصعب اور ابونواس کی طبع آزمائیاں لوحِ حافظہ میں ابھر آتیں اور ۶۰ سال پہلے کی پڑھی ہوئی کتاب کے اوراق مصور ہوکر سامنے آجاتے۔
یہ تو میری بات تھی، مولانا سعید احمد ساتھ ہوتے تو رنگین اشعار کے دفتر کے دفتر دریائے دجلہ کی جھپکتی ہوئی لہروں کی نذر کر دیتے۔

۱۱ر فروری کی دوپہر کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضری دی، یہ مسجد نہایت

وسیع، سادہ اور شاندار ہے، پہلے امام والا مقام کے مرقدِ مبارک پر حاضر ہوئے اور وقت کا ایک حصہ اِس پرسکون، باوقار اور خاموش نورانی فضا میں گزارا، یہاں آکر طبیعت کا رنگ کچھ اور ہی ہوگیا، امام عالی مرتبت کے مسلک کی وسعت اور گہرائی دماغ پر چھاگئی، حضرت الاستاذ علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی تحقیقات عالیہ اور مولانا شبلی کی سیرۃ النعمان کی بہت سی باتیں یاد آگئیں، افسوس ہے مراقبہ کے فن سے آشنا نہیں ہوں ورنہ یہاں مراقب ہونے کو دل چاہتا تھا، کوئی پختہ کار مراقب ساتھ ہوتا تو اس کے ہمراہ میں بھی مراقبہ کرتا اور مراقبے کی دُنیا کی روحانی سیر سے لطف اندوز ہوتا، بعض محدثین کرام اور فقہائے عظام نے امام اعظم کے کچھ مسائل پر جس طرح کی بے رحمانہ یورشیں کی ہیں اس فضا میں بار بار ان کا خیال آیا اور مسلک امام کی طرف سے مدافعت کرنے کو جی چاہا۔ لیکن ان باتوں کا تعلق وقتی جذبات اور اس خاص ماحول سے تھا، خیال تھا کہ قیام بغداد کے دنوں میں یہاں بار بار حاضری ہوگی، لیکن دوبارہ موقع نہیں ملا، اِدھر ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا، جلد ہی مسجد آگئے، حنفی امام کی اقتدا میں نماز ادا کی اور قیام گاہ پر واپس آگئے، کھانا کھایا اور تھوڑی دیر آرام کیا، پروگرام کے مطابق مغرب سے قبل حضرت شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں حاضری دی، یہ بغداد کا نہایت مشہور، مقبول اور بابرکت مقام ہے، آنے جانے والوں کا یہاں ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے، مسجد، مزار، مقبرے کا عالی شان گنبد، مسافر خانہ اور کتب خانہ تمام ہی عمارتیں شاندار اور جاذب ہیں، ان دنوں بڑے پیمانے پر مسجد کے مرکزی حصے کی مرمت اور صفائی ہو رہی تھی اس لیے برابر کے حصے میں نماز ہوتی ہے، ہم نے اسی حصے میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد مزار پر حاضر ہوئے، یہاں عام طور پر زائرین کا وہی رنگ ہے جو اجمیر، کلیر اور دہلی وغیرہ کے زائرین کا ہے، جس وقت ہم فاتحہ پڑھ رہے تھے، ایک فوجی کو دیکھا کہ مزار کے پائنتی سجدہ کرکے تڑپ رہا ہے اور تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگ رہا ہے، فاتحہ سے فارغ ہوکر کتب خانہ دیکھا، یہ بہت اچھا کتب خانہ ہے جس میں حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، ادب اور

تصوف ہر طرح کی قدیم وجدید کتابیں موجود ہیں، وقت کی قلت کی وجہ سے کتب خانہ میں زیادہ نہیں ٹھہر سکے۔ یہ بھی خیال تھا کہ دوبارہ آنا ہوہی گا مگر نہ ہوسکا۔ شارع امام اعظم، شارع جمہوریہ، شارع عبدالرشید، شارع ابی نواس اور دجلہ کے سبزہ زاروں اور پارکوں کی سیر کرتے ہوئے ہوٹل واپس آگئے، معمول کے مطابق کھانا کھایا، عشاء پڑھی اور سو گئے، رہ رہ کر یہ خلش ہورہی تھی کہ پیرانِ پیر قدس سرہٗ کی ہنگامہ خیز اور تقدس وتقویٰ میں رچی ہوئی موحدانہ مجلسوں اور مرقد مبارک پر ہونے والے ان اعمال میں کیا نسبت ہے اور ان حرکتوں کو دیکھ کر شیخ کی روحِ پاک پر کیا گذرتی ہوگی۔ بہرحال ہر ایک کو اپنا مسلک محبوب ہے اور تاویلوں کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ ۱۲ فروری کی سہ پہر کو مشہور صوفیائے کرام حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی اور بہلولِ دانا وغیرہ کے مزارات پر حاضر ہوئے، اکابرِ صوفیہ کے یہ مزارات عام قبرستان میں ہیں، قبرستان کے اسی حصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی "پیغمبر یوشع علیہ السلامؑ" کا مزار بھی بتایا جاتا ہے، یہ مزار ایک علٰحدہ کمرے میں ہے، وہاں بھی حاضر ہوئے اور گرونانک جی کے اس حجرے کو بھی دیکھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ گرو جی نے اس حجرے میں قیام کیا تھا، ایک چھوٹے سے سادہ کمرے میں تخت پر صاف ستھری چادر بچھی ہوئی تھی اور اس پر پھول بکھرے ہوئے تھے۔ سفرنامہ لکھنے کا وقت ہوتا تو اکابرِ صوفیاء کے ایمان افروز سوانح حیات کی ہلکی سی جھلک بھی پیش کی جاتی مگر میرے لئے لکھنے کا مسئلہ ہمیشہ ہی دشوار ہوتا ہے اور اب تو زندگی کا نقشہ ہی کچھ اور ہوگیا ہے، برادرم جمیل مہدی صاحب یا ان کے ڈھنگ کا کوئی قابل ساتھی دستیاب ہوجاتا تو میں بولتا جاتا اور وہ صاحب لکھتے جاتے، یہ حقیقت ہے کہ اِن مزارات پر حاضری کے وقت قلب پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور ان پاک باز ہستیوں کے روحانی اور اصلاحی کارناموں کا نقشہ سامنے آگیا۔ حاضری تو بغداد میں چند ہی مزاروں پر ہوسکی لیکن ابونعیم اصفہانی کی کتاب "حلیۃ الاولیاء" اور علامہ ابن جوزی کی "صفۃ الصفوۃ" وغیرہ زیرِ نظر تھیں جن میں اس سرزمین کے سیکڑوں اولیاء اللہ کا تذکرہ موجود

ہے اور اب ان قبروں کا نشان بھی نہیں ملتا، پروگرام کے مطابق ۱۳ فروری کی صبح کو ۱۰ بجے مؤتمر کے تمام مدعوئین کو قصرجمہوریت پہونچ کر "سجل التشریفات" میں اپنے نام درج کرانے تھے، یہ وہ رجسٹر ہوتا ہے جس پر باہر سے آنے والے معزز مہمان دستخط کرتے ہیں اور رجسٹر صدر جمہوریہ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، یہ ایک اخلاقی رسم ہے جو ممتاز مہمانوں کو ادا کرنی ہوتی ہے، قصر جمہوری میں قدم رکھتے ہی ماضی کی بہت سی دل خراش اور عبرت خیز یادیں تازہ ہونے لگیں اور تِلْكَ الْاَيَّام نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کی تفسیر اپنی تمام عبرت انگیزیوں کے ساتھ آنکھوں میں پھر گئی، قصر کی صفائی، ستھرائی، وسعت اور ظاہری رونق خوب تھی، پچاسوں موٹریں، سیکڑوں مشاہیر وقت کو وسیع وعریض محل کے صحن میں پہنچا رہی تھیں اور علمائے کرام رجسٹر پر دستخط کرکے واپس ہو رہے تھے، مجھے خیال آیا کیا صدرجمہوریہ ۳۲ ملکوں کے ان نمائندوں سے ملاقات نہیں کریں گے، لیکن کانفرنس کے آخری دن رئیس جمہوریہ جناب احمد حسن بکر سے بہت اچھے ماحول میں قصر کے بڑے ہال میں خوشگوار ملاقات ہوئی، تھوڑی تفصیل آگے آئے گی، شام کو ٹھیک ۶ ۱/۲ بجے اجلاس کی باضابطہ کارروائی شروع ہوئی، اجتماع کا انتظام علاقہ اعظمیہ کے قاعۃ النعمان میں کیا گیا تھا، ۳۲ ممالک کے کم وبیش ۱۵۰ نمایندے اجتماع میں شریک تھے، نمایندوں کے علاوہ مدعوئین خصوصی کی بھی خاصی تعداد موجود تھی، وسیع اور شاندار ہال بھرا ہوا تھا، عجیب طرح کی دلکشی تھی، اجلاس کا افتتاح بغداد کے ایک مشہور خوش لہجہ قاری صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ قاری صاحب نے سورۂ اسرا کی آیات "وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ... أَلَّا أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا" سوز وگداز میں ڈوبے ہوئے لہجے میں پڑھیں تو سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آیاتِ پاک کا سادہ ترجمہ آپ بھی سنتے جائیں، تفسیر وتشریح کا یہ موقع نہیں۔

ہم نے کتاب میں یعنی توراۃ میں بنی اسرائیل کو اس فیصلے کی خبر دے دی تھی کہ

تم ضرور ملک میں دو مرتبہ خرابی اور فساد پھیلاؤ گے، اور بڑی ہی سخت سرکشی کرو گے پھر جب اُن دو وقتوں میں سے پہلا وقت آگیا تو اے بنی اسرائیل ہم نے تم پر ایسے بندے بھیج دیے جو بڑے ہی خونناک تھے، وہ تمھاری آبادیوں کے اندر پھیل گئے اور اللہ کا وعدہ تو اس لئے تھا کہ پورا ہو کر رہے۔

پھر دیکھو ہم نے زمانے کی گردش تمھارے دشمنوں کے خلاف اور تمھارے موافق کردی اور مال و دولت اور اولاد کی کثرت سے تمھاری مدد کی اور تمھیں پھر ایسا بنا دیا کہ بڑے جتھے والے ہوگئے، یاد رکھو، اگر تم نے بھلائی کے کام کئے تو اپنے ہی لیے کئے اور برائیاں بھی کیں تو اپنے ہی لیے کیں، — پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندوں کو بھیج دیا تاکہ تمھارے چہروں پر رسوائی پھیر دیں اور اسی طرح مسجد میں داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ حملہ آور گھسے تھے اور جو کچھ پائیں توڑ پھوڑ کر برباد کر ڈالیں، — کچھ عجب نہیں کہ تمھارا پروردگار تم پر رحم فرمائے (اگر اب بھی باز آجاؤ) لیکن اگر تم پھر سرکشی و فساد کی طرف لوٹے تو ہماری طرف سے بھی پاداشِ عمل لوٹ آئے گی اور ہم نے منکرین حق کے لیے جہنم کا قید خانہ تیار کر رکھا ہے،

بے شبہ قرآن اس راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا راستہ ہے اور ایمان والوں کو جو نیک عمل میں سرگرم رہتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ انھیں بہت بڑا اجر ملنے والا ہے اور اس بات کا بھی اعلان کرتا ہے کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تلاوت قرآن پاک کے بعد لجنۃ التحضیریہ (تیاری کمیٹی) کی طرف سے ڈاکٹر حمد الکبیسی نے ابتدائی تقریر کی جس میں مؤتمر کی ضرورت اور مقاصد پر روشنی ڈالی گئی تھی، اس کے بعد رئیس جمہوریہ جناب احمد حسن بکر کا پیغام ڈاکٹر احمد عبدالستار جواری نے پڑھکر سنایا۔ پیغام میں اس اہم اجتماع کا خیر مقدم کیا گیا تھا اور مسئلہ فلسطین کی اہمیت واضح کی گئی تھی، پیغام خاصا جاندار تھا اور اس سے اندازہ

ہوتا تھا کہ صدر جمہوریہ کے ذہن میں عرب، اسرائیل جنگ اور مسئلہ فلسطین کی سیاسی اہمیت ہی نہیں بلکہ وہ اس کی مذہبی عظمت کو بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

اب رئاستہ دیوان الاوقاف کے رئیس اور کانفرنس کے روحِ رواں نافع قاسم کھڑے ہوئے اور انھوں نے مؤتمر کی کارروائیوں کو ضابطے، قاعدے میں لانے کے لئے صدر، دو نائبین صدر اور جنرل سکریٹری کے نام برائے انتخاب پیش کیے، جو متفقہ طور پر منظور کئے گئے

(۱) صدر مولانا شیخ عبداللہ غوشہ قاضی القضاۃ مملکت ہاشمیہ اردن

(۲) نائب صدر اول　مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی　ہندوستان
(۳) نائب صدر دوم　مولانا شیخ ہادی فیاض　نجف اشرف
(۴) جنرل سکریٹری　مولانا شیخ عبداللہ الشخلیی　بغداد

انتخاب الترغیب والترہیب

مؤلفہ: حافظ محدث ذکی الدین المنذری ــــ ترجمہ مولوی عبداللہ صاحب دہلوی

اعمال خیر پر اجر و ثواب اور بد عملیوں پر زجر و عتاب پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس موضوع پر المنذری کی اس کتاب سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہے۔ اس کے متعدد تراجم وقتاً فوقتاً ہوئے مگر نامکمل ہی شائع ہوئے۔ کتاب کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر اس کی ضرورت تھی کہ اس میں مکررات اور سندوں کے اعتبار سے کمزور حدیثوں کو نکال کر اصل متن تشریحی ترجمہ کے ساتھ ملا کر طبع کرایا جائے۔ ندوۃ المصنفین دہلی نے نئے عنوانوں اور نئی ترتیب کے ساتھ اس کو شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے پہلی جلد آپ کے سامنے ہے۔

صفحات ۴۵۰　قیمت -/۱۵　مجلد -/۱۸

ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد دہلی ۶